''کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے''

پروفیسر خالد شبیر احمد

دینی سکالر اس بات پر متفق ہیں کہ قادیانیت، صہیونیت کا چربہ ہے۔ان تمام حضرات کی تحقیق اور مطالعہ کا نچوڑ یہ ہے کہ اسلامی عقائد میں تحریف اور عیسائیت کی تکذیب کے ساتھ قادیانیوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے یہودی مذہبی نظریات کا احیاء کیا ہے۔قادیانیوں نے یہودیوں کو خوش رکھنے کے لیے جہاں مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے، وہیں پر انھوں نے یہودیوں کی خوشنودی کی خاطر اور صہیونیوں کا قرب حاصل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وہ تمام الزامات عائد کیے جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر روزِ اوّل سے لگاتے چلے آتے ہیں۔قادیانیوں نے اس سلسلے میں حضرت مریم علیہا السلام کو بھی معاف نہیں کیا کہ جن کے تقدس اور احترام کی گواہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک سے ملتی ہے۔ مرزا قادیانی نے یہودیوں کی تقلید کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرتبے کو کم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اپنی شان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھانے کے لیے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ان تمام جسارتوں کا مقصد صرف اور صرف ایک تھا کہ صہیونیت کا قرب حاصل ہو۔اُن کا اعتماد حاصل کر کے ان کی مالی معاونت سے قادیانیت کے فروغ کی راہیں تلاش کی جائیں اور بلادِ اسلامیہ میں یہودیوں کی سازشوں کو کامیاب بنانے کے لیے کام کیا جائے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمتہ کے مضامین سے بھی یہی تاثر ابھرتا ہے کہ قادیانی اپنے عقائد، اپنی سرگرمیوں اور اپنے نظریات و عقائد کے اعتبار سے بھرپور تاثر دیتے ہیں کہ وہ یہودیت کی طرف گامزن ہیں اور اُن میں اور یہودیوں میں عقائد کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔علامہ اقبال کے علاوہ عرب دنیا کے دینی سکالر بھی یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ قادیانی تحریک درحقیقت عجمی اسرائیل ہے اور ان دونوں کا دین اسلام کے خلاف زیرِ زمین کام کرنے کا انداز بھی یکساں نوعیت کا ہے۔

عباس محمود العقاد، شیخ ابوزہرہ مصری، الشیخ محبّ الدین الخطیب اور الشیخ محمد المدنی جیسے منفرد علمائے حق یہی ایک بات کہتے ہیں کہ قادیانیت اور صہیونیت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ یہ تحریک استعماریت کی ایک شاخ ہے۔ان تمام مذہبی سکالرز نے اپنی تحریروں کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ قادیانی تحریک، یہودیت کی ایک ضمنی شاخ ہے اور اس کے بنیادی عقائد اُنیسویں صدی کی یہودیت سے سو فیصد مماثلت رکھتے ہیں بلکہ ان سکالرز کی تحقیق کے مطابق جس طریقے سے قادیانیوں نے جہاد کی ممانعت کی ہے اور اپنی وحی اور نبوت کو پیش کیا ہے، یہ انیسویں صدی کے مشہور اور متعصب

یہودی علماء کا من پسند موضوع رہا ہے۔ شاید یہی وہ وجہ ہے کہ یہودیوں نے قادیانیوں کو سر پر چڑھا لیا۔ قادیانیت کی ترقی اور قادیانیوں کے ارتقاء میں یہودیوں نے ہمیشہ گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں نے ''نقیب ختم نبوت'' میں ''قادیانیوں کا جشن صد سالہ، حقیقت کے آئینے میں'' کے عنوان سے سات قسطوں پر مشتمل ایک طویل مضمون تحریر کیا جو اُن تفصیلات پر مشتمل ہے جو قادیانی بلادِ اسلامیہ میں یہودیوں کے ایماء پر انھیں خوش کرنے کے لیے سرانجام دیتے رہے ہیں۔

اس تمہید سے مقصد یہ ہے کہ یہ مضبوط رشتہ جو اِن دونوں خلافِ اسلام اور خلافِ پاکستان تحریکوں کے درمیان ماضی میں رہا ہے آج بھی موجود ہے اور پہلے سے زیادہ توانا ہے۔ اسرائیل کے عزائم سے ہمارے دینی اور سیاسی رہنما اور عام مسلمان سبھی واقف ہیں کہ وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ بھارت کے ساتھ اسرائیلی تعلقات کی غرض وغایت بھی یہی ہے کہ بوقتِ ضرورت بہت نزدیک سے پاکستان کی سالمیت پر حملہ کیا جا سکے۔ اس ضمن میں ایک دو بار منصوبے بنائے گئے لیکن بیل منڈھے نہ چڑھ سکی، لیکن یہ دونوں طاقتیں اندرون اور بیرونِ ملک پاکستان اور اہل اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی منصوبہ بندی کرتی رہتی ہیں۔ جس میں ایک تازہ منصوبہ پاکستان کے دستور سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی شق کا خاتمہ یا پھر اُسے غیر مؤثر کرنے کا منصوبہ ان کے زیرِ غور ہے۔ اخباری اطلاع کے مطابق اس سلسلے میں جدید پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے درمیان ابتدائی بات چیت ہو چکی ہے اور سوچا جا رہا ہے کہ خلافِ اسلام طاقتوں کے اس عظیم مقصد کو کیسے حاصل کیا جا سکے۔ اس ضمن میں طارق عزیز قادیانی (جنرل پرویز کے معتمد خاص) پاکستان چھوڑ کر لندن اپنے گرو کے پاس بھاگ گئے تھے۔ زرداری صاحب انھیں واپس لا رہے ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ انھیں کسی ملک میں پاکستان کا سفیر بنا دیا جائے گا یا پھر پاکستان میں ہی انھیں کسی اہم عہدے پر فائز کر کے امریکہ اور یہودیوں کو یہ تأثر دیا جائے گا کہ وہ قادیانیوں پر مہربانیوں کا آغاز کرنے والے ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ علامہ اقبال جو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرنے والوں میں صفِ اوّل کے رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں۔ اُن کے بیٹے جاوید اقبال نے جب قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے تو ارشاد فرمایا تھا کہ ''اگر قائداعظم زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو کبھی غیر مسلم قرار دینے کی اجازت نہ دیتے۔'' اسی طرح ذوالفقار علی بھٹو رحمۃ اللہ علیہ جن کے دورِ اقتدار میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے اُن کے جانشین اُس قرارداد جو کہ آئین کا اس وقت حصہ ہے اُسے غیر مؤثر یا پھر دستور سے خارج کرنے کے لیے یہودیوں کے ایماء پر ایم کیو ایم کے ساتھ مل کر منصوبے بنا رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جدید پیپلز پارٹی کے رہنما امریکہ کے یہودیوں کو خوش کرنے کی روش میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ نہ انھیں ملک کی پروا ہے اور نہ ہی دین کا کچھ احساس۔ دراصل زرداری صاحب ہوں یا پھر الطاف بھائی دونوں ایسی فضا میں پروان چڑھے ہیں کہ جس میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان سانس لینا بھی گوارا نہیں کر سکتا اور ان لوگوں کے افکار و کردار میں دینی غیرت کی کوئی رمق باقی نہیں رہی۔ یہ دونوں دراصل جانتے ہی نہیں اور نہ جاننا ضروری سمجھتے ہیں کہ

قادیانی عقائد دین اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف ایک کھلم کھلا اعلانِ جنگ ہے اور یہ اعلانِ جنگ پاکستان و ہند کے غیور مسلمانوں نے قبول کرتے ہوئے ایک صدی تک دین کے تحفظ کی خاطر قادیانیوں کے خلاف ایک طویل جدوجہد کی ہے۔اس جدوجہد میں قیدوبند کی صعوبتیں ہی نہیں بلکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے شہداء کا خون بھی شامل ہے۔ یہ جدوجہد ایک صدی تک جاری رہنے کے بعد بھی ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے اور یہ جنگ اُس وقت تک جاری رہے گی جب تک قادیانی یا تو اسلام قبول نہیں کر لیتے یا پھر اپنے آپ کو امتِ مسلمہ سے الگ ہونے کا اعلان نہیں کر دیتے۔

جدید پیپلز پارٹی کو کم از کم اس بات کا ہی احساس کر لینا چاہیے کہ جس شخص کی کمائی وہ سیاسی اقتدار کی صورت میں کھا رہے ہیں، اُس کی عزت و عظمت بھی کوئی شے ہے۔ اُس نے قومی اسمبلی سے یہ قرارداد منظور کروائی تھی حالانکہ وہ اگر چاہتے تو صدر سے ایک آرڈیننس کی صورت میں بھی یہ کام کروا سکتے تھے۔ انھوں نے قادیانیوں کو قومی اسمبلی میں اپنے مؤقف کو پیش کرنے کا پورا موقع دیا اور مرزا ناصر اور اُس کے وکلاء کی فوج ظفر موج نے کھلم کھلا قومی اسمبلی میں اس بات کا اقرار کیا کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں اور جو اُن کو نبی نہیں مانتا، انھیں ہم کافر کہتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ اس کے بعد قومی اسمبلی نے تو وہی کچھ کرنا تھا جو انھوں نے کیا۔ اُس اسمبلی میں کوئی علمائے کرام کی اکثریت تو نہیں تھی وہاں پر کئی سیکولر ذہن کے اراکین بھی موجود تھے جنھوں نے قادیانی اعلان کے بعد اُس قرارداد پر دستخط کر دیئے جو کہ آئین کا حصہ بننے والی تھی۔ اگر قادیانی اپنے غلط اور گمراہ کن عقائد میں اتنے پختہ ہیں کہ اُس کے اظہار کرنے میں انھیں ذرا جھجک محسوس نہیں ہوتی تو پھر ہم اپنے عقائد، جن کا منبع و ماخذ قرآن و حدیث ہے اُن سے انحراف کیسے کر لیں کہ یہ ہمارے دین، ہماری عاقبت اور اب تو ہمارے آئین اور قانون کے احترام کا بھی معاملہ ہے۔ چودھری ظفر اللہ قادیانی نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا اور غیر مسلم سفیروں کے درمیان بیٹھا رہا۔ جب اُس سے پوچھا گیا کہ تم نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تو اُس نے جواب میں برملا کہہ دیا کہ:

''آپ مجھے ایک کافر ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیں یا پھر مسلم ریاست کا کافر وزیر خارجہ۔''

پیپلز پارٹی والے قائداعظم اور علامہ اقبال کا نام لے لے کر لوگوں کے سامنے اُن سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔ اگر زرداری اور الطاف بھائی کو واقعی قائداعظم اور علامہ اقبال سے عقیدت ہے اور یہ دونوں اُن کے ہی تصورات کے مطابق پاکستان کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو پھر قادیانیوں پر یہ ناجائز اور غیر آئینی مہربانیوں کی بارش کا کیا جواز ہے کہ قائداعظم کو قادیانی کافر کہتے ہیں اور علامہ اقبال نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جس کی منظوری کا مرحلہ ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں طے ہوا۔ جس کے آپ دن رات گن گاتے ہیں اور ''جئے بھٹو'' کا نعرہ ایوانِ صدر میں بھی لگانے سے گریز نہیں کرتے۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ بھٹو سے عقیدت ہے یا پھر محض لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش اگر اسے منافقت نہ کہا جائے تو آپ ہی بتا دیں کہ پھر اسے کیا کہنا چاہیے۔ جنابِ عالی اسے دھوکہ بھی کہا جا سکتا ہے اور

اسے فریب کہتے ہوئے بھی ہمیں کوئی عار نہیں ہے۔ کہنا پڑتا ہے کہ:

گلشن تمام زد پہ ہے بادِ سموم کی
کیا کیا نہ گل کھلائے فریبِ بہار نے
دو پل کی زندگی پہ تو ہے کتنا شادماں
کہہ دی ہے گل کے کان میں یہ بات خار نے

اِدھر آپ ملکی مفادات اور دینی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر قادیانیوں کے ساتھ الفت ومحبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں، اُدھر قادیانی اور یہودی کیا کررہے ہیں۔ وہ امریکہ کے ساتھ مل کر پاکستان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات کو زوال کی آخری حدوں تک لے جانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ آپ کی قیادت کا تو فرض تھا کہ آپ ملک کے بگڑتے ہوئے حالات کو سنوارنے اور بہتر بنانے کے لیے کوئی ٹھوس اور مضبوط منصوبہ بندی کرتے۔ بجلی کے بحران، مہنگائی کا الاؤ، دہشت گردی کے نام پر ریاستی تشدد، امریکہ کی پاکستان کے اندر ناجائز مداخلت، ان کے علاوہ نہ جانے اور کتنے مسائل اس وقت ملک کو درپیش ہیں۔ چھے ماہ کے اندر آپ کی حکومت نے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا بلکہ حیرت تو یہ ہے کہ چھے ماہ کے اندر آپ وفاقی کابینہ تشکیل نہیں دے سکے۔ ایک وزیر کے پاس پانچ پانچ محکمے ہیں۔ اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے آپ چلے ہیں قادیانیوں کو بحال کرنے۔ آپ کی خدمتِ اقدس میں گزارش ہے کہ یہ بھاری پتھر ہے۔ آپ سے نہ اٹھایا جاسکے گا، الٹا گردن ٹوٹنے کا خطرہ آپ کو لاحق رہے گا۔ ان منصوبوں کو بالائے طاق رکھ دیجیے اور سب سے پہلے آپ بی بی بے نظیر کے قاتلوں کو تلاش کرنے کا فرض جو آپ کا اخلاقی فرض بھی ہے، اُس کی طرف توجہ دیں۔ کتنی بے حسی کی بات ہے کہ بے نظیر کے قاتلوں کا کچھ اتا پتا نہیں۔ وہ یو این او کدھر ہے، کہاں گئی؟ ابھی تک تو پاکستان میں ہمیں کہیں نظر نہیں آئی جس پر آپ آس لگائے بیٹھے ہیں۔ بے نظیر کے قاتلوں کا پتا لگانا کوئی ایسا مشکل کام بھی نہیں ہے جس کے لیے آپ حضرات کو یو این او کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ بس فقط بلاول ہاؤس کے محافظ اعلیٰ جناب ''شہنشاہ'' کے قاتلوں کا پتا لگانے سے بے نظیر کے قاتلوں کا سراغ مل جائے گا۔ لہٰذا جو کام آپ کے کرنے کے ہیں، اُدھر توجہ دیں۔ ان قادیانیوں کو چھوڑ دیئے یہ قادیانی نہیں یہودی ہیں جو پاکستان میں دندناتے پھرتے ہیں۔ پاکستان کا کھاتے ہیں، پاکستان کا پیتے ہیں، پاکستان کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ پاکستان کے شہری ہونے کے ناتے ہر طرح کی مراعات بھی حاصل کرتے ہیں، لیکن پاکستان کے دستور کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ اس سے ان کی نام نہاد مسلمانی مجروح ہوتی ہے۔

آخر میں اس شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں:

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے